ادبی مصادر میں آثار عمر بن رضؓ

آثار عمرؓ

(۲)

جناب ڈاکٹر ابو النصر محمد خالدی صاحب پروفیسر شعبۂ تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد

منافرہ محولہ کی شرح۔

عرب قبل اسلام کے قبائلی معاشرہ کی ایک خصوصیت نُفُورہ = منافرہ بھی تھی۔ اس سے مراد دو شخصوں کا ایک تیسرے شخص کے روبرو بھرے مجمع میں اپنے اور اپنے آباء و اجداد کی ستائش کے قابل کارنامے بیان کرنا اور ثالث ــــ حَکَم سے یہ فیصلہ چاہتا کہ وہ کس کو کس سے برتر و بہتر سمجھتا ہے۔ ایسی محفل منافرہ اس لئے کہلاتی تھی کہ فخر کرنے والا بات شروع کرتا ہی اس جملہ سے تھا: اَیُّنَا اَعَزُّ نَفراً۔ بتاؤ ہم دونوں میں کمی و کیفی دونوں لحاظ سے کون زیادہ شریف و قوی ہے؟

اس زمانے میں منافرے اس کثرت سے ہوتے تھے کہ قریش نے مکہ میں جو سیاسی نظم قائم کیا تھا اس میں "حکومت" یعنی ثالثی ایک مستقل شعبہ (وزارت) قرار پایا۔ اس کے عہدہ دار نسلاً بعد نسلٍ قریش کی شاخ بنو سہم سے ہوتے تھے۔ (۱)

آغاز اسلام سے چند سال قبل جو منافرے ہوئے ان میں وہ منافرہ بہت مشہور رہے جو عامر بن طفیل بن مالک عامری اور علقمہ بن علاثہ بن عوف کے درمیان ہوا۔

عامر اور علاثہ میں جھگڑا ہوا۔ یہ دونوں ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ سے رجوع

ہوئے۔ ابوسفیان ٹال گئے کہ مبادا دونوں میں سے کوئی ایک قریش کا مخالف ہو جائے اور فساد برپا ہو۔ ابوسفیان کے انجان ہو جانے پر یہ دونوں ابوالحکم عمرو بن ہشام مخزومی کے یہاں پہنچے۔ مگر ابوالحکم بھی اپنا فیصلہ صادر کرنے پر تیار نہیں ہوا۔ پھر انھوں نے قبیلہ ثقیف کے دو تین شیوخ سے خواہش کی کہ وہ ان دونوں کی نزع کا دو ٹوک فیصلہ کر دے۔ کیونکہ قریش کے بعد ثقیف ہی سارے عرب میں معزز سمجھے جاتے تھے۔ مگر یہ لوگ بھی دونوں میں سے کسی ایک کو فاضل قرار دے کر مفضول کا نشانہ ملامت بننا نہیں چاہتے تھے۔ آخر کار یہ ہرم بن قطبہ بن سنان فزاری سے رجوع ہوئے (وہی جس سے عمرؓ نے سوال کیا تھا۔)

ہرم نے عامر اور علقمہ دونوں سے وعدہ لیا کہ وہ اس کے فیصلہ کو بے چون و چرا مان لیں گے۔ فیصلہ کے بعد کوئی بھی فخر یا ہجو نہیں کرے گا۔ جب پیمان پکا ہو گیا تو ہرم نے کہا مجھے چند روز کی مہلت دو۔ میں دونوں کے کارناموں پر اچھی طرح غور کروں گا۔ دونوں راضی ہو گئے۔

ایک رات ہرم نے عامر کو طلب کیا۔ تنہائی میں اس سے کہا تم جن کارناموں پر فخر کرتے ہو وہ تقریباً سب کے سب علقمہ میں موجود ہیں۔ پھر یہ بھی تو سوچو تم دونوں کا جد اعلیٰ ایک ہی تھا۔ آخر تم کس خصوصیت کی وجہ سے علقمہ پر فوقیت رکھتے ہو؟

عامر نے ہرم کی یہ بات سنی تو اس کو یقین ہو گیا کہ یہ ضرور مجھ پر علقمہ کو ترجیح دے گا۔ چناں چہ وہ کچھ جواب دیئے بغیر اپنا سا منہ لیکر اپنے خیمہ کو واپس ہوا۔

دو تین دن کے بعد ہرم نے علقمہ کو طلب کیا۔ تنہائی میں اس سے وہ کچھ کہا جو وہ عامر سے کہہ چکا تھا۔ چناں چہ علقمہ نے بھی یقین کر لیا کہ وہ مجھ پر عامر کو ترجیح دے گا۔ یہ بھی نظریں نیچی کئے اپنے خیمہ لوٹا۔

دونوں سے اس طرح گفتگو کرنے کے بعد ہرم نے اپنے بھتیجوں بھانجوں سے کہا: جب میں اپنا فیصلہ سنا دوں تو تمہیں چاہئے کہ فوراً دس اونٹ عامر کی طرف سے اور دس اونٹ علقمہ کی طرف سے ذبح کر کے سب حاضرین کی ضیافت کریں۔

ہرم نے ایک روز صبح ہی صبح ایک عام جلسہ طلب کیا۔ فیصلہ سننے کے مشتاق افراد جوق در جوق جمع ہوئے تعداد دو ہزار سے زائد ہی تھی۔ ہرم نے کھڑے ہوکر باآواز بلند اعلان کیا کہ عامر علقمہ دونوں ہی ایک دوسرے کے ہم پایہ و ہم درجہ ہیں۔

اعلان ہوتے ہی ہرم کے بھتیجوں بھانجوں نے جھٹ پٹ عامر و علقمہ کی طرف سے دس دس نہایت فربہ اونٹ ذبح کئے۔ حاضرین ضیافت سے محظوظ ہوئے اور سب کے سب مسرور اپنے ٹھکانے لوٹے۔(۲)

اس واقعہ کے بعد پھر دونوں میں کبھی ناچاقی نہیں ہوئی تاآں کہ ہادی صلعم نے للکارا: اللہ جل شانہ کہتا ہے: لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ حقیقت میں اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔(۳)

(۱) العقد الفرید۔ لابن عبدربہ م ۳۲۷۔ مصر۔ ۱۳۶۱۔ ج ۳ ص ۳۱۳

(۲) الاغانی۔ ج ۱۵ ص ۵۰ جاری

(۳) سورۃ الحجرات

۱۱ عمرؓ نے عراقی وفد میں ابوبحر صخر احنف کو دیکھا۔ وہ ایک موٹی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے وفد کے دوسرے سرداروں کو نظر انداز کیا۔ احنف سے کہا کہ وہی گفتگو شروع کریں۔

آپ نے احنف کا کلام سنا۔ اس میں خوبی پائی۔

احنف نے اس موقع پر دل نشین، صاف و واضح کلام کیا۔ اختصار و اسہاب دونوں سے بچتے ہوئے معتدل مسلک اختیار کیا۔ اس وقت سے احنف آپ کی نظر میں بلند پایہ رہے تاآں کہ وہ اپنی قوم کی ریاست پر فائز ہوئے۔ الخ

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۲۳۷

ملحوظہ: عمرؓ کے اس فعلی اثر سے آپ کی مردم شناسی کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۲ علبار سدوسی کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ شکل وصورت جاذبِ نظر اور دلکش نہیں تھی۔ یہ اپنی ایک ضرورت عمرؓ کے یہاں لے آئے۔ عمرؓ نے علبار کی لیاقت دیکھی۔ ان کا ابہام و اشکال سے پاک و واضح کلام سنا تو آگے بڑھے۔ اوپر نیچے نظر ڈال کر غور سے دیکھا اس طرح کہ علبار خوشی سے پھول گئے۔

جب علبار، واپس ہوئے تو عمرؓ نے ایک ضرب المثل دہرائی۔ اس کا مطلب تھا: آدمی کی بینش و دانش اس کے ساتھی سے پہچانی جاتی ہے۔

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۲۳۸ و باختلاف خفیف

یہی کتاب ج ۳ ص ۲۹۹

تشریح: عمرؓ نے جو ضرب المثل کہی وہ وہاں اس وقت بولی جاتی تھی جب کوئی گروہ اپنا سردار کسی ایسے شخص کو بناتا جس کی خردمندی و دانش وری چھپی ڈھکی نہیں بلکہ جانی پہچانی ہوتی تھی۔

۱۳ محمد بن حفص بن عمر تیمی کہتے ہیں: عمرؓ شعر کے بہت بلند پایہ عالم و ناقد تھے۔ مگر جب نجاشی و عجلانی یا حطیئہ و زبرقان کے درمیان حکم بننے کی آزمائش میں پڑے تو فریقین سے کسی کا ہدف بننا آپ کو نہایت ناگوار ہوا اس لئے ان کے بارے میں شہادت دینے کے لئے حسان اور ان جیسے ایسے لوگوں کو طلب کیا جنھیں حطیئہ و نجاشی کے ڈرانے دھمکانے کی کوئی پرواہ نہیں تھی (کہ اگر ان میں سے کوئی حَکَم کی ہجو کر ڈالے تو تردیداً یہ بھی ہجو کر ڈالتے) یہ لوگ شاعروں کا کلام سنتے تو حسب صوابدید اپنی رائے دیدیتے۔ جب حسان جیسے سخن فہم کی رائے ظاہر ہو جاتی اور فریقین کے لئے تشفی بخش ہوتی تو خود آپ اپنا پہلو صاف بچا جاتے۔

مگر جس شخص کو عمرؓ کی سخن سنجی و سخن فہمی کا حال معلوم نہ ہوتا اور وہ یہ دیکھتا کہ آپ فلاں و فلاں سے پوچھ رہے ہیں تو وہ خیال کرتا کہ آپ شعر کے حسن و قبح اور اس کی قدر و قیمت

سے نا واقف ہیں سخن سنجوں سے دریافت کر رہے ہیں۔

جب زبرقان نے حطیئہ کے خلاف عمرؓ کی جناب میں اپنی شکایت پیش کی تو آپ نے حطیئہ کی زبان کاٹنے کا حکم دیا۔ زبرقان نے الفاظ کے ظاہری معنی لئے اور عمرؓ سے استدعا کی، امیرالمومنین! اگر اس کی زبان کاٹنا ہی ہے تو میرے گھر میں نہ کاٹی جائے (شاعری کی خیالی بات اور ہے۔ میرے گھر میں ایسی شدید جسمانی سزا پانے سے تو میں ہمیشہ کے لئے بدنام ہو جاؤں گا) زبرقان کو سمجھایا گیا کہ اس سے امیرالمومنین کی مراد بخشش کی امید اور سزا کے خوف کے ذریعہ حطیئہ کو خاموش کرنا ہے کہ وہ آئندہ شعر میں بھی کوئی نازیبا بات زبان سے نہ نکالے۔

البیان والتبین ج ا ص ۲۲۹ جاری ج ۲ ص ۳۱۸

۱۴ ایک مرتبہ عمرؓ کو زہیر کا باسٹھ ابیات والا قصیدہ ہمزیہ سنایا گیا اس میں ایک بیت کا مطلب تھا: ثبوت حق کو قطعیت دینے الے تین امور ہیں۔ حق دار قسم کھائے یا کسی کو حکم بنائے اور اس کا فیصلہ قبول کرے یا پھر ایسی شہادت پیش کرے کہ حق (کا واجبی ہونا) واضح ہو جائے۔ راوی قصیدہ سناتے سناتے جب درج بالا مضمون کے شعر پر پہنچا تو آپؓ اس کو بار بار دہراتے رہے۔ اس طرح آپ نے حقوق کی قسمیں اور ان کے نیصل ہونے کے طریقوں سے شاعر کی واقفیت اور اس کے فنکارانہ اظہار کی تحسین کی۔

البیان والتبینؒ ج ا ص ۲۴۰

۱۵ عمرؓ کو عبدۃ متوفی سنہ تیرہ ہجری کا اکاسی ابیات والا طویل لامیہ سنایا گیا۔ سنانے والا جب اس شعر پر پہنچا جس کا مطلب تھا — انسان کسی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے لیکن حاصل کرنے نہیں پاتا۔ اور زندگی بجز حرص و درستی احوال یا آرزوؤں ارمانوں کے سوا اور کیا ہے — تو آپ نے بطور تحسین ثانی مصرع کئی بار دہرایا۔

البیان والتبین ج ا ص ۲۴۰ و باختلاف خفیف الحیوان ج ۳ ص ۴۶

۱۶ ابوقیس اوس جاہلی دور کا شاعر ہے۔ اوس و خزرج کی ایک جنگ میں اس نے نمایاں حصہ لیا۔ واپس ہوا تو اپنی اہلیہ کو مخاطب کر کے فی البدیہہ ایک قصیدہ سنایا۔ اس میں ایک بیت وہ تھی جس کا مطلب ہے: خوف و زباں بندی و لالچ سے قوت و دانائی بہرحال بہتر ہے۔

عمرؓ کو یہ قصیدہ سنایا جا رہا تھا۔ آپ خاموش سنتے جا رہے تھے۔ راوی نے جب وہ شعر سنایا جس کا خلاصہ مطلب اوپر بیان ہوا تو آپ نے پوری بیت کئی بار دہرائی۔ اس کی داد دی۔

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۲۴۱

تشریح اخبار و آثار نشان ۱۳

عجلان و نجاشی کے واقعہ کا خلاصہ یہ ہے:

۱۳۔ نجاشی یعنی قیس بن عمر حارثی اور تمیم بن اُبَیّ بن مقبل عجلانی دونوں شاعر تھے اور ہم عصر بھی۔ نجاشی طبعاً آزاد منش تھا۔ کوفہ میں شراب نوشی کی پاداش میں سزا بھی پائی تھی۔ بنو عجلان کی ہجو کہہ ڈالی۔ یہ لوگ عمرؓ کے یہاں فریاد رس ہوئے آپؓ نے پوچھا اس نے کیا کہا:

عجلانی نے کہا: جب اللہ کسی قابل ملامت و کم زور گروہ سے ناراض ہوتا ہے تو وہ ابن مقبل کے قبیلہ بنو عجلان ہی سے ناخوش ہوتا ہے۔

عمرؓ: اس نے بس ایک دعا کی ہے۔ اگر وہ مظلوم ہے تو دعا قبول ہوگی اور اگر ظالم ہے تو قبول نہیں ہوگی۔ اس میں ہجو کی کیا بات ہے؟

عجلانی: یہ سنئے! یہ تو ایک چھوٹا سا ناقابل التفات قبیلہ ہے۔ جو کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے وہ پورا کرتا ہے۔ ذرا سی کوتاہی بھی نہیں کرتا۔ یہ کسی پر تل برابر بھی زیادتی نہیں کرتے۔

عمرؓ: خدا کرے میرے والد کے سارے اہل و عیال ایسے ہی ہوں کہ ظلم کریں اور نہ ذرہ برابر سے کترائیں۔

عجلانی: اس کے متعلق کیا کہیں گے: بنو عجلان کے لوگ پانی لینے چوری چھپے رات کے وقت آتے ہیں جب کہ پانی لینے والے پانی لے کر اپنے اپنے گھر لوٹ جاتے ہیں۔

عمرؓ: اچھا ہے۔ اس سے بھیڑ کم ہوتی ہے۔ دھکا پیل بھی نہیں ہونے پاتی۔

عجلانی: کیا یہ ہجو نہیں ہے کہ ـــ بنو عجلان کے گوشت پر سدھائے کتے بھی نہیں لپکتے وہ تو صرف بنو کعب و نہشل جیسے معزز قبیلوں پر جھپٹتے ہیں۔

عمرؓ: بنو عجلان نے اپنے مُردوں کو گہرا دفن کر دیا۔ ان کو بے حرمت نہیں ہونے دیا یہ تو بہت خوب ہوا۔

عجلانی: اور اس کی بابت آپ کیا کہیں گے! بنو عجلان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ: دوسرے سرداران کے افراد سے کہتے ہیں اے کنڈالے، دودھ دوھ، جلدی جلدی دوھ۔ دوہنے میں سستی نہ کر (عجلت کر)

عمرؓ: قوم کا بہترین آدمی تو وہی ہے جو سب کی خدمت کرے ہم سب تو اللہ ہی کے بندے ہیں۔

عجلانی: کیا ہم ایسے ہیں کہ وہ یہ کہے: یہ تو ان لوگوں کے بھائی بند ہیں جن پر پھٹکار پڑتی ہے۔ یہ کمینوں کا نمونہ ہیں۔ یہ دراصل ایک بھیڑ ہے حقیروں اور راندوں کی!

اس کی عمرؓ کوئی تاویل نہیں کر سکے۔ حسّان کو بلایا۔ وہ حاضر ہوئے ان سے ان شعروں کی بابت رائے لی۔ حسّان نے کہا: ہجو۔ اس نے تو عجلانی پر گندگی کی کنڈی انڈیل دی۔

یہ فیصلہ سن کر عمرؓ نے نجاشی سے کہا خبردار! اگر پھر کبھی تیرے منہ سے ایسی بات نکلی تو تیری زبان ہی کٹوا دوں گا۔

نجاشی نے بھی توبہ کی پھر کبھی اس سے ایسی بات سرزد نہیں ہوئی۔

یہ واقعہ متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔ درج بالا بیان عبداللہ ابن قتیبہ م ۲۷۶ کی کتاب الشعر والشعراء سے لیا گیا ہے۔

(باقی)